THE SCHOLAR
Islamic Academic Research Journal
ISSN: 2413-7480(Print) 2617-4308 (Online)
DOI:10.29370/siarj
Journal home page: http://siarj.com

تحریم تجارت کے بنیادی اصول وضوابط

(شرعی قوانین کے تناظر میں تحقیقی مطالعہ)

BASIC RULES AND REGULATIONS PROHIBITING TRADE

(RESEARCH STUDY IN THE CONTEXT OF SHARIA LAW)

1. **Shahzada Imran Ayub**
Assistant Professor, Dept of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.
Email: Imran.ayub@ais.uol.edu.pk
ORCID ID:
https://orcid.org/0000-0001-6201-1993

2. **Irfan Jafar**
Lecturer, Dept of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.
Email: muhammad.irfan@ais.uol.edu.pk
ORCID ID:
https://orcid.org/0000-0003-3019-6545

To cite this article:
Ayub, Shahzada Imran, and Irfan Jafar. “BASIC RULES AND REGULATIONS PROHIBITING TRADE (RESEARCH STUDY IN THE CONTEXT OF SHARIA LAW).” The Scholar-Islamic Academic Research Journal 7, No. 1 (June 30, 2021): 127–145.

To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar7

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 7, No. 1 || January -June 2021 || P. 127-145
Publisher	Research Gateway Society
DOI:	10.29370/siarj/issue12urduar7
URL:	https://doi.org/10.29370/siarj/ issue12urduar7
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	30-062021-

BY NC SA
Open Access

تحریم تجارت کے بنیادی اصول وضوابط

(شرعی قوانین کے تناظر میں تحقیقی مطالعہ)

BASIC RULES AND REGULATIONS PROHIBITING TRADE

(RESEARCH STUDY IN THE CONTEXT OF SHARIA LAW)

Shahzada Imran Ayub, Irfan Jafar

ABSTRACT:

Trade and commerce are an integral part of human life; therefore, it is important to know its Islāmic principles and laws. Because in matters (business and transactions, etc.) the principle is that everything is ḥalāl unless there is evidence of its prohibition. Therefore, if the rules that make a business fall into the category of ḥāraām are known, so halal sources of income can be easily adopted according to the Shariāh requirements. Considering the Shari'ah arguments and the sayings of the Islamic Scholars and Jurists, the result of the rules and regulations that prohibit any trade is that it is haraam to trade in anything that is forbidden by sharee'ah, it is haraam to trade in anything that is najis (impure) or ḥāraām, It is ḥāraām to trade in anything that is a source of sin, any trade involving fraud, dissatisfaction of the parties, loss of seller or customer, unknown saleable item or unknown price is ḥāraām, trade is haraam in times or places where trade is forbidden such as after the call to prayer on Friday and buying and selling in mosques, etc. It is ḥāraām to trade in anything that is intoxicating and any trade that involves interest in any way is haraam.

KEYWORDS: Trade, Ḥāraām ,Principle, Islāmic Principles And Laws, Source Of Incom

کلیدی الفاظ: تجارت، شرعی، قانونی، قواعد، ضوابط، ذرائع آمدنی، حرام

تجارت، لین دین اور خرید و فروخت ایک ناگزیر انسانی ضرورت ہے جس کے بغیر معاشرتی نظام چلانا ناممکن ہے اسی باعث ہر انسان ساری زندگی مسلسل کچھ نہ کچھ ضرور خریدتا اور بیچتا رہتا ہے۔اس معاملے سے خواتین بھی مستثنیٰ نہیں کیونکہ اگر وہ مرد حضرات کی طرح باقاعدہ تجارت نہ بھی کریں تب بھی وہ کچھ نہ کچھ خریدتی ضرور رہتی ہیں اور گاہے بگاہے خرید و فروخت سے ان کا واسطہ پڑتا ضرور رہتا ہے۔لہٰذا تجارت کے شرعی ضوابط کا علم ایک ایسا علم ہے جس کی ضرورت ہر انسان کو ہے اور جس علم کی بھی انسان کو اپنی روزمرہ زندگی میں ضرورت پیش آئے اس کا حصول اس پر فرض ہے۔فرمانِ نبوی ''ہر مسلمان پر علم حاصل کرنا فرض ہے'' سے یہی علم مراد ہے۔چنانچہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی اصولِ تجارت کا علم بالخصوص تاجر حضرات کے لیے اور بالعموم تمام مسلمانوں کے لیے فرض ہے۔یہی باعث ہے کہ عہد رسالت میں فاسد بیع کرنے والے لوگوں کو تادیباً سزا دی جاتی تھی۔حضرت عمرؓ یہ تاکید فرمایا کرتے تھے کہ بازاروں میں وہی خرید و فروخت کرے جسے دین (یعنی اسلامی اصولِ تجارت) کی سمجھ ہو۔اور حضرت علیؓ (احکام تجارت کی) سمجھ بوجھ کے بغیر تجارت کرنے والوں کو سود میں مبتلا ہونے سے ڈرایا کرتے تھے۔اس موضوع کی یہی اہمیت و ضرورت پیش نظر مقالہ کی تحریر کا سبب بنی۔چنانچہ اس میں عام فہم انداز میں ادلہ شرعیہ کی روشنی میں ایسے اصول و ضوابط مرتب کرنے کی سعی کی گئی ہے کہ جن کے ذریعے بآسانی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کون سا کاروبار اور تجارت ناجائز و حرام ہے اور کون سا حلال و مباح۔

بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ نے ہر باطل طریقے سے دوسروں کا مال کھانے سے منع فرما کر لوگوں کو حرام ذرائع آمدن سے اجتناب کا حکم دیا ہے۔[1] باطل دراصل بیکار اور فاسد چیز کو کہا جاتا ہے اور اصطلاحاً اہل علم نے ہر اس کام کو باطل قرار دیا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی یا ہر وہ کام جو خلافِ شرع ہے،علاوہ ازیں کچھ علما نے باطل

[1] Sūrah Al Baqarah,188

کی تعبیر حرام کے ساتھ بھی کی ہے۔ چنانچہ امام زمخشریؒ[2]،امام بیضاویؒ[3]،امام خازنؒ[4]،امام طبریؒ[5]،امام ابن کثیرؒ[6]، امام شوکانیؒ[7]،علامہ سید طنطاویؒ[8]اور علامہ عبدالرحمن ناصر السعدیؒ[9]وغیرہ اہل علم کی تشریحات سے جو کچھ مترشح ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھانے میں ہر وہ طریقہ شامل ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی جیسے دھوکہ ،رشوت،جوا،ذخیرہ اندوزی کے ذریعے قیمتیں بڑھانا،سودی لین دین اور تجارت کی تمام حرام صورتیں وغیرہ۔ خرید وفروخت کی اشیاء میں ملاوٹ کرکے مال حاصل کرنا،مزدوروں سے کام لینا اور ان کی اجرت کھاجانا یا مزدوروں کا کسی کام کی مکمل اجرت لینا لیکن اس کے عوض پورا کام نہ کرنا بھی حرام کھانا اور باطل ہے۔اُن عبادات اور تقرب الٰہی کے کاموں کی اجرت لینا جو اس وقت تک صحیح نہیں ہوتیں جب تک ان میں صرف رضائے الٰہی مقصود ہو، باطل طریقے ہی سے مال کھانے میں داخل ہے۔اُن لوگوں کا زکوٰۃ، صدقات، اوقاف اور وصیتوں کا مال کھاجانا بھی حرام کھانے میں شامل ہے جو مستحق نہیں یا وہ مستحق تھے مگر انہوں نے اپنے حق سے زیادہ مال وصول کیا۔

---

[2]Al-Zamakhsharī,Abu al-Qāsim Maḥmūd ibn ʿUmar , Jār Allāh, ***Al-Kashshāf ʿan Ḥaqāʾiq at-Tanzīl***(Beruit: Dār al Kutub al-'Arabī, 1407AH)1/401.

[3] Al-Bayḍawi, Naṣir ad-Din abū -Sa'īd,***Anwar al-Tanzil wa-Asrar al-Ta'wil***,(Beirut: Dār Iḥyā' al Turath al 'Arabī, 1418AH)1/448.

[4]Al-Khāzin, Abū Ja', Alī bin Muḥammad, ***Tafsīr Al-Khāzin***,(Beirut: Dār al Kitāb al 'Arabiyyah, 1415 AH)2/73.

[5] Al-Ṭabarī, Abū Jaʿfar Muḥammad ibn Jarīr ,***Tafsīr Al-Ṭabarī***,(Beirut: Mo'assasah al Risālah,1420 AH)8/216.

[6] Kathīr, 'Imād al Dīn, Abū al Fidā', ***Tafsīr al Qur'ān al Aẓīm***, (Beirut: Dār Iḥyā' al Turath al 'Arabī, 1420), 2: 268

[7]Al-Shawkānī ,Muḥammad bin Alī, ***Tafsīr Fath al-Qadir***,(Beirut: Dār Ibn Kathīr1414 AH)2/130.

[8] Al-Tantawī,Muḥammad Saʿīd,***Tafsīr Al- wasīeṭ***, (Cairo: Dar Nahdh Egypt for Printing 1998) 1/923.

[9] Al-s-Sa`di,Abduraḥman bin Nāṣir,***TafsirAs-Sa`di***(Beirut:Mo'assasah al Risālah,1420 AH)1/233.

مال کھانے کی مذکورہ بالااوران جیسی دیگر تمام اقسام باطل طریقے سے مال کھانے کے زمرے میں داخل ہیں کہ جن کے ذریعے کسی کامال کھاناہر گز جائز نہیں حتی کہ اگر کسی معاملے میں نزاع واقع ہو جائے اور جھگڑا شرعی عدالت میں چلا جائے اور وہ فریق جو باطل طریقے سے مال کھاناچاہتاہے کوئی ایسی دلیل پیش کرتاہے جو اصلی حق دار کی دلیل پر غالب آجاتی ہے اور حاکم اس دلیل کی بنیاد پر اس کے حق میں فیصلہ کر دیتاہے تو عدالتی فیصلے کے باوجود یہ مال حرام اور باطل ہی رہے گا۔[10] اس لیے کہ کسی حاکم کا فیصلہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہیں کر سکتا، کیونکہ حاکم تو صرف پیش کردہ دلائل سن کر فیصلہ کرتاہے ورنہ معاملات کے اصل حقائق تو اپنی جگہ موجود رہتے ہیں، اس لیے باطل طریقے سے مال ہڑپ کرنے والے کے لیے حاکم کے فیصلے میں کوئی خوشی اور اس مال کے باطل ہونے میں کوئی شبہ اور اس کے لیے کوئی راحت نہیں۔ بنابریں جو کوئی جھوٹے ثبوت کے ساتھ جھوٹا مقدمہ حاکم کی عدالت میں دائر کرتاہے اور حاکم اس ثبوت کی بنیاد پر اس کے حق میں فیصلہ کر دیتاہے تو یہ مال اس شخص کے لیے جائز نہیں اور وہ غیر کے مال کو جانتے بوجھتے باطل اور گناہ کے طریقے سے کھانے کا مرتکب ہو گا، اس لیے وہ سخت ترین سزا اور عقوبت کا مستحق ہے۔ اسی بنا پر جب وکیل کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا موکل اپنے دعوے میں جھوٹا ہے تو اس کے لیے اس خائن کی وکالت کرنا جائز نہیں اور اگر وہ اس کی وکالت کرتاہے اور اس سے معاوضہ لیتا ہے تو حرام کھاتا ہے اور قرآن کریم میں بھی اس کی ممانعت مذکور ہے کہ ((وَلَا تَكُنْ لِّلْخَائِنِيْنَ خَصِيْمًا))[11] "اور خیانت کرنے والوں کی حمایت میں کبھی جھگڑانہ کرنا۔"

ملخص یہ ہے کہ حرام اور باطل طریقے سے مال کھانے میں ہر وہ طریقہ شامل ہے جو شرعاً ممنوع ہے۔ لیکن اگر ہم اسے کچھ مرتب کرناچاہیں یاانواع میں تقسیم کرناچاہیں تو حرام کھانے کی بنیادی طور پر دو قسمیں بنائی جا سکتی ہیں۔ ایک قسم وہ جس میں بالعوض مال حاصل ہوتاہے جیسے تجارت اور کاروبار کی تمام ناجائز صورتیں۔ اور دوسری قسم وہ جس میں بلامعاوضہ مال حاصل ہوتاہے جیسے چوری اور غصب وغیرہ۔ چونکہ ہمارا موضوع تحریم

[10] Al Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, ***Al Jāmi' al Ṣaḥīḥ***, (Rīyaḍ: Dār Al Salām, 1999), Ḥadīth:2458.
[11] Sūrah Al Nisā':105.

تجارت سے متعلق ہے اس لئے آئندہ سطور میں مذکورہ پہلی قسم کو ہی زیر بحث لایا جائے گا۔

تحریمِ تجارت کے بنیادی اصول

کتاب وسنت کے دلائل اور علماو فقہا کے اقوال و فتاویٰ کو پیش نظر رکھتے ہوئے کسی بھی تجارت کو حرام قرار دینے کے درج ذیل اصول مقرر کیے جاسکتے ہیں :

1. ہر نجس چیز کی تجارت حرام ہے (کیونکہ اس کا کھانا حرام ہے جیسے خنزیر کا گوشت وغیرہ)۔
2. ہر حرام چیز کی تجارت حرام ہے (جیسے مردار اور خون وغیرہ)۔
3. ہر ایسی چیز کی تجارت حرام ہے جو بائع یا مشتری کے نقصان پر مشتمل ہو (جیسے ایکسپائر ادویات کی فروخت وغیرہ)۔
4. تجارت کی جس صورت میں بھی دھوکہ ہو حرام ہے (جیسے پانی میں مچھلی کا سودا وغیرہ)۔
5. تجارت کی جس صورت میں بھی فریقین کی رضامندی نہ ہو حرام ہے (جیسے زبردستی کچھ بکوانا وغیرہ)۔
6. تجارت کی جس صورت میں بھی قابل فروخت چیز یا قیمت مجہول ہو حرام ہے (جیسے حاملہ کے حمل کا سودا وغیرہ)۔
7. ہر اُس طریقے سے تجارت حرام ہے جس سے شریعت نے منع کیا ہے (جیسے محض ہاتھ لگا کر سودا کرنا وغیرہ)۔
8. ہر حرام ذریعے سے تجارت حرام ہے (جیسے زناکاری کے ذریعے مال کمانا وغیرہ)۔
9. ہر وہ تجارت جو جوئے پر مشتمل ہو حرام ہے (جیسے لاٹری وغیرہ)۔
10. ہر وہ تجارت جو جمعہ کی اذان ہونے کے بعد کی جائے حرام ہے (جیسے اذانِ جمعہ کے بعد مساجد کے باہر ٹوپیاں، کتابیں، پرفیوم اور مسواکیں وغیرہ فروخت کرنا یا اپنے اپنے کاروبار جاری رکھنا وغیرہ)۔
11. جن اشیاء کی تجارت سے شرعاً روکا گیا ہے ان کی تجارت حرام ہے (جیسے کتا، بلی وغیرہ)۔
12. ہر اس چیز کی تجارت حرام ہے جو گناہ کا ذریعہ ہو (جیسے بزرگانِ دین کی مورتیں اور تصاویر جو شرک کا ذریعہ ہیں)۔
13. ہر اس چیز کی تجارت حرام ہے جو مکمل طور پر قبضہ یا ملکیت میں نہ ہو (جیسے ایک ہی جگہ پڑی چیز کو آگے سے

14. آگے بیچتے جانا وغیرہ)۔

15. ہر نشہ آور چیز کی تجارت حرام ہے (جیسے بھنگ اور چرس وغیرہ)۔

16. ہر ایسی تجارت حرام ہے جس میں کسی بھی طرح سود کا دخل ہو (جیسے دس روپے کے عوض نو روپے لینا وغیرہ)۔

- کچھ علمانے ان تمام اصولوں کو درج ذیل تین اصولوں میں جمع کرنے کی کوشش کی ہے:

1. ہر حرام چیز کی تجارت حرام ہے (جیسے مردار، خنزیر، بت اور تمام نجاستیں وغیرہ)۔
2. ہر سود پر مشتمل تجارت حرام ہے (جیسے ایک روپے کے عوض دو روپے خریدنا وغیرہ)۔
3. ہر دھوکے پر مشتمل تجارت حرام ہے (جیسے ہوا میں پرندے، پانی میں مچھلی اور تمام مجہول اشیاء کی تجارت وغیرہ)۔

- اور کچھ علمانے حرام تجارت کے صرف دو اصول ہی ذکر فرمائے ہیں اور وہ یہ ہیں:

1. ہر حرام چیز کی تجارت حرام ہے۔
2. ہر حرام ذریعے سے تجارت حرام ہے۔

مختصر لفظوں میں خلافِ شرع ہر کاروبار، تجارت اور خرید وفروخت حرام ہے۔ بہر حال قدرے تفصیل سے حرام کاروبار کو سمجھنے کے لیے ہم درج ذیل چار نکات پیش نظر رکھ سکتے ہیں:

1) ایسی اشیاء جن کی تجارت حرام ہے
2) تجارت کی چند ناجائز صورتیں اور طریقے
3) سودی تجارت اور لین دین
4) چند دیگر متفرق حرام ذرائع آمدن

درج بالا حرام تجارت کے تمام اصول تقریباً انہی چاروں نکات کے ضمن میں آجاتے ہیں۔ ان چاروں کی کچھ تفصیل وامثلہ اور دلائل آئندہ سطور میں پیش خدمت ہیں۔

ایسی اشیاء جن کی تجارت حرام ہے:

شراب: شراب کی خرید وفروخت کو شریعت میں صراحتاً حرام قرار دیا گیا ہے حتی کہ ایک حدیث میں تو نبی کریم

ﷺ نے اس کی تجارت کو اسی طرح حرام کہا ہے جیسے مردار، خنزیر اور بتوں کی تجارت حرام ہے۔[12] شراب کی خرید وفروخت کرنے والا یا اسے پینے والا ہی مجرم نہیں بلکہ اس کے کاروبار کے ساتھ کسی طرح کا بھی تعلق رکھنے والا لعنتی اور گناہگار ہے۔ چنانچہ شراب کے سلسلے میں دس آدمیوں پر لعنت کی گئی ہے؛"اسے نچوڑنے والا، نچڑوانے والا، پینے والا، اٹھانے والا، جس کے پاس اٹھا کر لے جائی جائے، پلانے والا، بیچنے والا، قیمت کھانے والا، خریدنے والا اور جس کے لیے خریدی جائے۔"[13]

چونکہ حرمتِ شراب کا سبب نشہ ہے اس لیے ہر وہ چیز حرام ہو گی جس میں نشہ کا وصف ہو خواہ مائع ہو یا جامد اور خواہ اس کا نام اور رنگ کوئی بھی ہو۔ لہٰذا ہیروئن، چرس، افیون اور بھنگ وغیرہ جیسی تمام نشہ آور اشیاء کی خرید وفروخت حرام ہے۔ قطع نظر اس سے کہ یہ اشیاء تھوڑی مقدار میں نشہ کرتی ہیں یا زیادہ۔ کیونکہ جب یہ ثابت ہے کہ ان اشیاء کا زیادہ استعمال نشہ پیدا کرتا ہے تو ان کا تھوڑا استعمال بھی حرام ہے کیونکہ فرمانِ نبوی ہے کہ ((مَا اَسْكَرَ كَثِيْرُهُ فَقَلِيْلُهُ حَرَامٌ))"جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔"[14]

مردار: مردار کی خرید وفروخت کو بھی اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔[15] البتہ صرف دو مردار ایسے ہیں جن کی تجارت مباح ہے اور وہ ہیں مچھلی اور ٹڈی، اس لئے کہ نبی ﷺ نے ان دونوں کو مردار ہونے کے باوجود حلال قرار دیا ہے۔[16]

یہاں کچھ علما کا یہ موقف بھی بہر حال پیش نظر رہنا چاہئے کہ ضروری نہیں جس چیز کی خرید وفروخت حرام ہے

---

[12] Abū Dāwūd, Sulaymān bin Ash'ath, ***Al Sunan***, (Rīyaḏ: Dār Al Salām, 1997), Ḥadīth:3486.

[13] Al Tirmidhī, Muḥammad bin 'Esa ***Al Jāmi'***,(Rīyaḏ: Dār Al Salām, 1416 Ah)Ḥadīth #1295.

[14] Al-Nasā'ī, Abū `Abd ar-Raḥmān Aḥmad ibn Shu`ayb, ***Sunan Al-Nasā'ī*** (Rīyaḏ: Dār Al Salām, 1418) Ḥadīth #5607.

[15] Ibn Mājah,Muḥammad bin Yazīd, ***Sunan Ibn Mājah***, (Rīyaḏ: Dār Al Salām, 1416) Ḥadīth #2167.

[16] Sunan Ibn Mājah, Ḥadīth #3314

اس سے فائدہ اٹھانا بھی حرام ہے مثلاً اگر مردار کی خرید وفروخت حرام ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسے کسی اور جانور کو کھلانے یا اس کی چربی کو آگ جلانے کے لیے بھی استعمال نہیں کیا جا سکتا بلکہ مردار سے اس قسم کا نفع اٹھانا جائز ہے۔[17]

خنزیر: خنزیر زندہ ہو یا مردہ اس کی تجارت بہر صورت حرام ہے کیونکہ وہ بذاتِ خود حرام بھی ہے اور نجس بھی (اس حوالے سے حدیث پیچھے گزر چکی ہے)۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس پر اجماع نقل فرمایا ہے کہ خنزیر کے تمام اجزاء کی تجارت حرام ہے۔[18]

بت: بتوں کی خرید وفروخت کی حرمت کا سبب یہ ہے کہ یہ شرک کے آلات وذرائع ہیں وگرنہ جس چیز سے یہ بنائے جاتے ہیں (مثلاً پتھر یا لکڑی وغیرہ) وہ تو حلال ہی ہے۔ لہٰذا بتوں کی خرید وفروخت کی حرمت میں ہر اس چیز کی تجارت شامل ہو گی جو کسی بھی طرح شرک کا ذریعہ ہو جیسے بزرگانِ دین اور اولیائے کرام کی تصاویر کی خرید وفروخت، شرکیہ نعتوں اور شرکیہ قوالیوں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹوں اور سی ڈیز کی خرید وفروخت وغیرہ۔

کتا: حدیث میں ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔"[19] اس روایت کے پیش نظر جمہور علمانے یہ رائے اختیار فرمائی ہے کہ مطلقاً ہر کتے کی خرید وفروخت ناجائز ہے۔[20] تاہم ایک دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شکاری کتا اس ممانعت سے مستثنیٰ ہے، چنانچہ حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے شکاری کتے کے علاوہ کسی بھی کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔"[21] یہ روایت کتے کی تجارت سے مطلقاً ممانعت والی روایات کو مقید کر دیتی ہے لہٰذا شکاری کتے کے علاوہ باقی تمام کتوں کی تجارت حرام ہو گی۔

---

[17]Ibn Qayyim,Muhammad Ibn Abī Bakr , Shams al-Dīn, ***Zad al-Ma'ad Fi Hadyi Khair Al 'Ibaad*** (Beirut: Mo'assasah al Risālah,1415 AH)4/242.

[18] Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Shihābud-Dīn Abul-Faḍl Aḥmad ibn Nūrud-Dīn ʿAlī , ***Fatḥ al-Bārī fī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*** ,(Beurit: Dār al M'arifah 1379 AH)5/178.

[19]***Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*** , Ḥadīth #2237.

[20]Al-Shawkānī ,Muḥammad bin Alī, ***Nayl al-Awtar***,(Cairo:Dār Al-ḥadith 1413)3/512.

[21] ***Sunan Al-Nasā'ī*** ,Ḥadīth #4668.

بلی: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ "نبی ﷺ نے بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔"[22] بلی کی تجارت میں اگرچہ اختلاف تو ہے لیکن قابل ترجیح رائے یہی ہے کہ بلی کی تجارت حرام ہے جیسا کہ درج بالا صحیح حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے۔

خون: قرآن کریم میں خون کو حرام قرار دیا گیا ہے اور حدیثِ نبوی میں واضح طور پر خون کی قیمت کو حرام کہا گیا ہے۔[23] جس کے باعث اہل علم نے خون کی خرید وفروخت کو حرام کہا ہے اور اس پر اجماع بھی نقل کیا ہے۔[24] البتہ مجبوری اور سخت ضرورت کے وقت خون کی خریدوفروخت مباح ہے کیونکہ "الضروات تبیح المحظورات"۔ علاوہ ازیں دو خون ایسے ہیں جن کی تجارت حلال ہے کیونکہ نبی ﷺ نے انہیں حلال قرار دیا ہے اور وہ ہیں "جگر اور تلی"۔[25]

آلات لہوولعب، فحش گانوں اور فلموں کی سی ڈیز وغیرہ: یہ اور ان جیسی دیگر اشیا کا کاروبار اس لئے حرام ہے کیونکہ قرآن کریم میں ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے جو مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومند ہیں۔[26] اسی طرح حدیث نبوی میں گلوکاراؤں کی خرید وفروخت سے بھی منع کیا گیا ہے[27] اور اسی کی ایک جدید صورت یہ ہے کہ ایسی کیسٹیں یا سی ڈیز وغیرہ فروخت کرنا جو گانے بجانے والیوں اور فحاشی وبے حیائی پر مشتمل ہوں، ایسا کاروبار اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حرام ہے۔ اسی طرح فحاشی پھیلانے والے اخبارات، میگزین، رسائل وجرائد اور دیگر تمام ذرائع کا بھی یہی حکم ہے۔

زائد از ضرورت پانی: بعض روایات میں ضرورت سے زائد پانی کی خرید وفروخت سے بھی منع کیا گیا ہے۔[28] اہل

---

[22] Muslim bin Ḥajjāj, ***Al Jāmi' al Ṣaḥīḥ***, (Rīyaḏ:Dār al Salām, 1987), Ḥadīth: 1569.
[23] *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* , Ḥadīth #2086
[24] *Nayl al-Awtar: 5/238,* And , ***Fatḥ al-Bārī:***5/180**.**
[25] ***Sunan Ibn Mājah***, Ḥadīth #3314.
[26] Al-Noor:19
[27] ***Jāmi'al Tirmidhī,*** Ḥadīth #1282.
[28] ***Ṣaḥīḥ Al-Muslim***, Ḥadīth # 1565.

علم کا کہنا ہے کہ ان روایات میں جس زائد پانی کی خرید وفروخت سے منع کیا گیا ہے اس سے مراد وہ پانی ہے جو کسی ایک شخص کی ملکیت نہ ہو جیسے دریاؤں، نہروں، چشموں اور صحرائی کنوؤں کا پانی وغیرہ۔ لیکن اگر پانی کسی کی ذاتی ملکیت ہو (خواہ برتنوں میں ہو یا ذاتی زمین میں) تو پھر اس کی خرید وفروخت درست ہے کیونکہ فرمانِ نبوی کے مطابق کسی کا مال بھی اس کی قلبی خوشی کے بغیر لینا حرام ہے اور دوسرے یہ کہ اگر کسی کی ذاتی ملکیت کا پانی بھی اس کے لیے فروخت کرنا جائز نہ ہو اور دوسروں کو اس میں شریک اور حصہ دار تصور کیا جائے تو یہ لڑائی جھگڑے اور فتنہ وفساد کا موجب ہو گا اس لیے مصلحتِ عامہ کے پیش نظر بھی مناسب رائے یہی ہے کہ ذاتی ملکیت کا پانی فروخت کیا جا سکتا ہے۔

- مزید برآں قربانی وعقیقہ کا گوشت ، مساجد یا مساجد کے لئے وقف املاک ، جانداروں کی تصاویر، مادہ جانوروں کے پیٹ کے بچے، ہر حرام چیز، ہر گناہ کا ذریعہ بننے والی چیز اور ہر نقصان کا ذریعہ بننے والی چیز وغیرہ بھی ایسی اشیاء ہیں جن کی تجارت حرام ہے، تاہم یہاں اختصار کے پیش نظر ان کی تفصیل حذف کی جا رہی ہے۔

تجارت کی چند ناجائز صورتیں اور طریقے:

دھوکے پر مشتمل ہر صورت: "نبی ﷺ نے دھوکے کی تجارت سے منع فرمایا ہے۔"[29] دھوکے کی تجارت سے مراد ایسی تجارت ہے جس کا انجام معلوم نہ ہو یعنی یہ علم نہ ہو کہ ایسا ہو گا یا نہیں جیسا کہ بھاگے ہوئے غلام کا سودا، ہوا میں پرندے کا سودا، پانی میں مچھلی کا سودا وغیرہ۔ امام نوویؒ نے فرمایا ہے کہ کتاب البیوع کا ایک عظیم اصول "دھوکے کی تجارت سے ممانعت" ہے اور اس کے تحت اَن گنت مسائل آجاتے ہیں... ایسا ہر سودا باطل ہے جس میں دھوکہ پایا جاتا ہے۔[30]

احادیث نبویہ میں دھوکے پر مشتمل ہونے کی وجہ سے تجارت کی جن صورتوں سے ممانعت موجود ہے اُن میں

---

[29] ***Ṣaḥīḥ Al-Muslim***, Ḥadīth # 1513.

[30] Al Nawawī, Yaḥyāa bin Sharf, ***Al Minhāj fī Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim***, (Beirut: Dār Iḥyā’ al Turath al ‘Arabī, 1428), 5/416.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 127-145
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar7

سے چند یہ ہیں؛حاملہ کے حمل کا سودا کرنا یعنی مادہ جانور کے پیٹ میں پرورش پانے والا بچہ پیدائش کے بعد جوان ہو کر جو بچہ جنے گا اس کا سودا، محض کسی چیز کو ہاتھ لگا کر (ملامسہ) یا پھینک کر (منابذہ) سودا کرنا، کسی چیز کا عیب چھپا کر سودا کرنا، جانور کا دودھ روک کر اسے آگے فروخت کرنا تاکہ خریدار اسے دودھیل جانور سمجھ کر دھوکہ کھاتے ہوئے اس کی قیمت زیادہ ادا کر دے، کچے پھلوں کا سودا کرنا، کچے کھیت کا اناج کے بدلے سودا کرنا، کچی کھجوروں کا خشک کھجوروں کے بدلے سودا کرنا، سال سے زیادہ مدت کے لئے درختوں پر ہی پھلوں کا سودا کرنا، ماپ تول کے بغیر غلہ کے ڈھیر کا سودا کرنا، معدوم چیز کا معدوم چیز کے بدلے سودا کرنا، گوشت میں ہوا بھر کے بیچنا، دودھ میں پانی ملا کر بیچنا، پانی میں ہی مچھلی کا سودا کر دینا اور تھنوں میں ہی دودھ کا سودا کر دینا وغیرہ۔

قبضہ کے بغیر سودا: غلہ ہو یا کوئی اور چیز قبضہ میں لینے سے پہلے اسے آگے فروخت کرنا جائز نہیں۔ فرمانِ نبوی ہے کہ ''جب تم غلہ خرید لو تو اسے قبضہ میں لینے سے پہلے فروخت نہ کرو۔''[31] اور ایک دوسرا فرمان یوں ہے کہ ''قبضہ میں لینے سے پہلے کسی چیز کا نفع حاصل کرنا جائز نہیں۔''[32] اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کسی چیز کو خریدنے کے بعد قبضے (ضمانت) میں لینے سے پہلے ہی فروخت کر دے (جبکہ ابھی ضمانت بائع پر ہی ہو) تو بیع باطل ہے اور اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں۔ اس کا مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہر چیز میں (انسان کے لیے) نفع حاصل کرنا اسی وقت جائز ہوتا ہے جب اس کا نقصان بھی اسی پر ہو (یعنی وہ اسے اپنے قبضے میں لے چکا ہو) اور اگر نقصان اس پر نہیں بلکہ بائع پر ہو تو مشتری کے لیے اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں۔[33]

ملکیت کے بغیر سودا: یعنی ایسی چیز کا آگے سودا کرنا جو فروخت کے وقت بائع کی ملکیت میں نہ ہو، تو تجارت کی یہ صورت ممنوع ہے۔ فرمانِ نبوی ہے کہ ''ایسی چیز فروخت نہ کرو جو تمہارے پاس موجود نہیں۔''[34] اور ایک

---

[31] ***Ṣaḥīḥ Al-Muslim***, Ḥadīth # 1529.

[32] ***Sunan Ibn Mājah***, Ḥadīth #2188.

[33] ***Nayl al-Awtar***: 3/555.

[34] ***Sunan Abī Dāwūd,*** Ḥadīth:3503.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 127-145
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar7

دوسرا فرمان یوں ہے کہ " ایسی چیز فروخت نہ کرو جو ملکیت میں نہ ہو۔"[35] اس کی موجودہ صورت یہ ہے کہ بعض ہاؤسنگ اسکیمیں ۵ ہزار پلاٹس کی فائلیں فروخت کر دیتی ہیں جبکہ ان کی ملکیت میں ابھی صرف ۲ ہزار پلاٹس ہوتے ہیں اور باقی ابھی خریدنے کا ارادہ ہی ہوتا ہے تو ایسی زائد زمین کی فروخت جو اسکیم مالکان کی ملکیت میں نہیں، ناجائز ہے وغیرہ وغیرہ۔

تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت کا سودا: تقسیم سے پہلے مال غنیمت فروخت کرنا اس لیے ممنوع ہے کیونکہ ابھی وہ کسی کی ملکیت نہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے بیان فرمایا ہے کہ "تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت آگے فروخت کرنے سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔"[36]

سامانِ تجارت لانے والے قافلوں سے راستے میں ہی سودا کر لینا: نبی ﷺ نے فرمایا "سامانِ تجارت لے کر آنے والے قافلوں کو آگے جا کر نہ ملو۔"[37] راستے میں ملنے کی صورت یہ ہے کہ شہری آدمی بدوی کو شہر کی منڈی یا مارکیٹ میں پہنچنے سے پہلے پہلے راستے میں ہی جا ملے تاکہ بھاؤ کے متعلق غلط بیانی کر کے اس سے سامان سستے داموں خرید لے اور اس کی اصل قیمت سے کم قیمت پر اس سے حاصل کر لے۔ منع کرنے سے مقصود یہ ہے کہ فروخت کرنے والا دھوکہ دہی اور ضرر رسانی سے بچ جائے۔

بولی کے ذریعے بھاؤ چڑھانا: رسول اللہ ﷺ نے بیع نجش سے منع فرمایا ہے۔[38] بیع نجش یہ ہے کہ کوئی شخص محض سودے کی قیمت میں اضافہ کرنے کے لیے بولی لگائے تاکہ وہ کسی اور کو اس میں پھنسا دے جبکہ وہ خود اسے خریدنا ہی نہ چاہتا ہو۔ ایسا شخص بعض اوقات بائع کے ساتھ ملا ہوتا ہے، اس صورت میں دونوں گناہگار ہوں گے۔ بعض اوقات بائع کو علم ہونے کے بغیر بھی ایسا ہوتا ہے، اس صورت میں صرف بولی لگانے والا ہی گناہگار ہو

---

[35] Bayhaqī, Aḥmad bin Ḥusaīn,***Sunan Al Kubra***(Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1424 Ah)5/554.

[36]Āḥmad Bin Ḥambal, ***Al-Musnad***,(Beirut: Mo'assasah al Risālah,1421 AH) Ḥadīth:9909.

[37] ***Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*** , Ḥadīth #2186.

[38] ***Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*** , Ḥadīth #2142.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 127-145
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar7

گا اور بعض اوقات بائع خود بھی ایسا کرتا ہے کہ لوگوں کو محض غیرت دلانے کے لیے اصل قیمت خرید سے بڑھ کر قیمت خرید بتلاتا ہے، اس صورت میں صرف بائع گناہگار ہوگا۔

کسی کے سودے پر سودا کرنا: اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی سودا یوں ہوا ہو جس میں خریدار کو کچھ دنوں کے لیے چیز چیک کرنے کا اختیار دیا گیا ہو کہ اگر پسند نہ آئے تو وہ واپس بھی کر سکتا ہے۔ جتنی مدت اختیار کے لیے دی گئی تھی اس دوران ایک آدمی آجاتا ہے اور خریدار سے کہتا ہے کہ تو اس سے سودے کو فسخ کردے اور میں تمہیں اس سے ارزاں قیمت پر عمدہ و بہترین (چیز) فروخت کرتا ہوں۔ یاد رہے کہ جس طرح بیع پر بیع جائز نہیں اسی طرح شراء پر شراء (خریداری) بھی جائز نہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص فروخت کرنے والے سے اختیار کی مدت میں یوں کہے کہ تو یہ سودا فسخ کردے میں تجھ سے یہی چیز اس سے زیادہ قیمت پر خرید لوں گا۔ تو اس سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔[39]

کسی کو مجبور کر کے سودا بکوانا: یہ طریقہ جائز نہیں کیونکہ بیع میں فریقین کی رضامندی اور قلبی خوشی شرط ہے اور جسے مجبور کیا جا رہا ہے وہ اپنی چیز بیچنے پر دلی طور پر خوش نہیں اس لیے یہ بیع درست نہیں۔ اہل علم اس بیع کے باطل ہونے کی ایک دلیل یہ حدیث بھی پیش کرتے ہیں: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطاء، نسیان اور زبردستی کرائے ہوئے کام کا گناہ معاف کر دیا ہے۔"[40] اس حدیث میں محل شاہد یہ ہے کہ جس سے زبردستی کوئی چیز بکوائی جا رہی ہے، وہ اس حالت میں مکلف نہیں، لہٰذا اس کا وہ تصرف باطل ہے۔

ذخیرہ اندوزی کے ذریعے مہنگے داموں سودے کی فروخت: اسلام نے اس نیت سے ذخیرہ اندوزی کو حرام قرار دیا ہے کہ جب مارکیٹ میں وہ چیز مہیا نہیں ہوگی اور لوگوں کو اس کی ضرورت ہوگی تب میں لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ چیز اپنی مرضی کی قیمت پر فروخت کروں گا۔ تاہم ذاتی ضرورت کے لیے گھر میں کسی چیز کو ذخیرہ کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

مسجد میں خرید و فروخت: رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

---

[39]:***Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*** , Ḥadīth #2139.
[40] ***Sunan Ibn Mājah***, Ḥadīth #2043.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 127-145
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar7

[41]ایک موقع پر آپ نے فرمایا "جب تم مسجد میں کسی شخص کو خرید و فروخت کرتے دیکھو تو کہو: اللہ تیرے کاروبار میں نفع نہ کرے۔" [42] معلوم ہوا کہ مسجد میں کسی بھی چیز کی سودے بازی یا خرید و فروخت جائز نہیں۔ اکثر علما نے اس ممانعت کو حرمت پر ہی محمول کیا ہے۔ علاوہ ازیں مساجد کے قیام کا مقصد بھی محض دینی اُمور (مثلاً نماز، تلاوتِ قرآن اور ذکر واذکار وغیرہ) کی انجام دہی ہے نہ کہ دنیوی اُمور جیسے خرید و فروخت وغیرہ۔

اذانِ جمعہ کے بعد خرید و فروخت: قرآن کریم کے حکم "اے مومنو! جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔" [43] کو پیش نظر رکھتے ہوئے علما نے اتفاق کیا ہے کہ جمعہ کی اذان کے بعد خرید و فروخت یا کسی بھی قسم کی تجارت اور کاروبار حرام ہے جیسا کہ امام ابن کثیرؒ اور امام ابن رشدؒ نے اس مسئلے پر اہل علم کا اجماع نقل فرمایا ہے۔ [44]

- علاوہ ازیں ماپ تول کے بغیر چیز فروخت کرنا، بیعانہ کی ضبطی والا سودا کرنا، ایسا سودا کرنا جس کی وجہ سے خونی رشتوں میں جدائی ڈال دی جائے (جیسے دو غلام بھائیوں کو الگ الگ فروخت کر دینا)، ضرورت مند آدمی سے کم ریٹ پر سودا کرنا، صدقہ کیا ہوا مال خود ہی خرید لینا اور زندہ جانور کے عوض گوشت کا سودا کرنا وغیرہ بھی ناجائز تجارت کی ہی مختلف صورتیں ہیں۔

سودی تجارت اور لین دین

سود فارسی زبان کا لفظ ہے اور اردو میں بھی مستعمل ہے۔ اس کا معنی ہے "نفع"۔ انگلش میں اس کے لیے Interest اور عربی میں الرِّبوٰا کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ الرِّبوٰا کا لغت میں معنی ہے "زیادتی، بڑھوتری"۔ اصطلاحاً سود کی ایک تعریف تو یہ کی گئی ہے کہ "سود ایسا زائد مال ہے جو شرعی معیار کے مطابق کسی عوض سے

[41] ***Sunan Abī Dāwūd***, Ḥadīth:1079.

[42] ***Jāmi'al Tirmidhī***, Ḥadīth #1321.

[43] Al-Jumʿah:9

[44] ***Tafsīr Ibn Kathīr***, 5/122., Ibn Rusad, Abu Al-Walīd Muḥammad bin Aḥmad, ***Bidāt-ul-Mujtahid,*** Dār Al-ḥadith Al:Cairo,)4/169.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 127-145
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar7

خالی ہو اور دو بیع کرنے والوں میں سے کسی ایک کے لیے معاوضہ میں مشروط ہو۔"[45]اور ایک دوسری تعریف یوں بھی کی گئی ہے کہ "اس مشروط اضافے کا نام سود ہے جو معاہدۂ لین دین میں بغیر کسی عوض و حق کے وصول کیا جائے۔"[46]

یہاں یہ واضح رہے کہ سود صرف اس اضافے کا نام ہے جس کی وصولی کی قرض دیتے وقت شرط لگائی جائے اور اگر شرط نہ لگائی گئی ہو اور مقروض قرض کی ادائیگی کے وقت خود اپنی مرضی سے کوئی چیز اضافی طور پر دے دے تو یہ سود نہیں بلکہ یہ قرض کی ادائیگی کا اچھا طریقہ ہے جس کی اسلام نے بھی ترغیب دلائی ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے کسی آدمی سے ایک اونٹ بطورِ قرض لیا اور جب اسے لوٹانے کا وقت آیا تو اتنی عمر کا نہیں بلکہ اس سے بڑی عمر کا (بہتر) اونٹ موجود تھا تو آپ نے وہی دے دیا اور فرمایا: "تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو قرض ادا کرنے میں سب سے اچھے ہیں۔"[47]

علاوہ ازیں آج کل بہت سے سودی معاملات ایسے ہیں جنہیں تجارت اور کاروبار کا نام دے کر جائز بنانے کی کوشش کی جارہی ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سود اور تجارت میں بہت فرق ہے اور سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ سود حرام ہے اور تجارت حلال ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "سود خوروں نے کہا کہ تجارت بھی سود کی طرح ہی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔" [48]تجارت اور سود میں فرق سمجھنے کے لیے درج ذیل چند نکات بھی مفید ہیں:

- سود میں نفع کا حصول یقینی ہوتا ہے جبکہ تجارت میں نفع بھی ہو سکتا ہے اور نقصان بھی۔
- سود میں صرف رقم کا رقم سے تبادلہ ہوتا ہے اور مخصوص مہلت کے عوض نفع حاصل کیا جاتا ہے جبکہ

[45] S'adī,Abū Ḥabīb,Dr,Al-**Qamoos Al-Fiqhī**,(Dimicus: Dār Al-Fikar 1408)P:143.

[46] Al-Mabsut, Muhammad b. Ahmad b. Abi Sahl Abu Bakr al-SarakhÉ, Kitab Dar al Maarifah, Beirut 12/ 192

[47] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī , Ḥadīth #2305.

[48] Sūrah Al Baqarah,275

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 127-145
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar7

تجارت میں رقم کے بدلے کوئی جنس خریدی بیچی جاتی ہے جس کے لیے محنت ومشقت کی جاتی ہے اور پھر اسی کوشش وکاوش کے نتیجے میں نفع حاصل کیا جاتا ہے۔

- سودی معاہدات طویل سے طویل تر ہوتے جاتے ہیں جبکہ تجارتی معاہدات عموماً مختصر مدت میں ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ جیسے مختلف اشیاء کا کرایہ لینا درست ہے اسی طرح سود بھی تو رقم کا کرایہ ہی ہے اور اگر اشیاء کا کرایہ لینا جائز ہے تو رقم کا کیوں نہیں؟اس سوال کا جواب جاننے کے لیے ضروری ہے کہ سود اور کرائے کا باہمی فرق سمجھ لیا جائے۔ چنانچہ پہلی بات تو یہ ہے کہ سود محض وقت گزرنے کا منافع ہے جبکہ کرایہ وقت گزرنے کا نہیں بلکہ کسی چیز سے استفادے کا ہوتا ہے۔ کرائے پر وہی چیز لی جاتی ہے جس سے کوئی فائدہ اٹھایا جائے اور جس چیز سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا جاسکتا ہو اسے کوئی بھی کرائے پر نہیں لیتا۔ بالفاظِ دیگر کرایہ قابل استعمال چیز کا ہوتا ہے (جیسے گاڑی، گھر وغیرہ) اور رقم قابل استعمال نہیں ہوتی (کیونکہ نہ اسے پہنا جاسکتا ہے، نہ کھایا جاسکتا ہے وغیرہ) بلکہ رقم محض کچھ خریدنے کا ہی کام دیتی ہے اور بعد ازاں خریدی ہوئی چیز کو استعمال میں لا کر اس سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ کرایہ پر دی ہوئی چیز استعمال کی وجہ سے ہمیشہ کم ہوتی ہے، یعنی مشینری، گھر، گاڑی وغیرہ استعمال میں لانے سے اس میں نقص واقع ہوتا ہے جبکہ قرض پر دی ہوئی رقم میں کوئی نقص نہیں ہوتا بلکہ اسے منافع (سود) سمیت پورے کا پورا واپس حاصل کر لیا جاتا ہے۔ نیز کرایہ کی صورت میں مالکانہ حقوق مالک کے پاس ہی رہتے ہیں جبکہ سود میں قرض دار کو مکمل اختیار ہوتا ہے کہ وہ مال میں جیسے چاہے آزادانہ طور پر تصرف کرے۔

ان نکات کی روشنی میں یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ سود اور کرائے میں نمایاں فرق ہے اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کرائے کو کیوں جائز اور سود کو کیوں ناجائز قرار دیا ہے، لہٰذا سودی معاملے سے بہر صورت بچنا ہی بہتر ہے۔ سود کی قباحت کے متعلق اتنی بات ہی کافی ہے کہ قرآن کریم میں اسے اللہ اور رسول کے خلاف جنگ کے مترادف قرار دیا گیا ہے [49] اور حدیث میں سود خور پر نہ صرف لعنت کی گئی ہے [50] بلکہ سود کے ستر درجات

---

[49] Sūrah Al Baqarah, 279

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 127-145
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar7

میں سے سب سے ہلکا درجہ اس گناہ کے برابر بتایا گیا کہ جیسے کوئی اپنی والدہ کے ساتھ بدکاری کا مرتکب ہو جائے۔[51] سود کی اسی شناعت کے باعث امت کا اجماع ہے کہ سود حرام ہے۔[52] لہٰذا کاروبار، تجارت، خرید و فروخت اور لین دین کی ہر وہ صورت حرام اور ناجائز ہو گی جو کلی یا جزوی طور پر سود پر مشتمل ہو خواہ بینکوں سے سود پر قرض لینا ہو یا کارلیزنگ، انشورنس ہو یا انعامی بانڈز، کرنسی نوٹوں کا کمی بیشی کے ساتھ تبادلہ ہو یا کریڈٹ کارڈ کا استعمال وغیرہ وغیرہ۔

چند دیگر متفرق حرام ذرائع آمدن

زناکاری کی کمائی: اسلام میں زناکاری کی کمائی کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ”نبی ﷺ نے بدکار کی اُجرت سے منع فرمایا ہے۔“ [53] لہٰذا قحبہ گری، عصمت فروشی اور فحاشی و عریانی کے تمام کاروبار حرام ہیں۔

جوئے کی کمائی: چونکہ جوا حرام ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں جوئے کو شیطانی عمل قرار دیتے ہوئے اس سے اجتناب کا حکم دیا گیا[54] اور حدیث نبوی میں ہے کہ ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر شراب اور جوا حرام قرار دیا ہے۔“[55] اس لیے کاروبار کی ہر وہ قسم حرام ہے جو جوئے پر مشتمل ہو۔ لہٰذا ملٹی لیول مارکیٹنگ، لاٹری، معمہ بازی اور ریفل ٹکٹ وغیرہ سب حرام اُمور ہیں اور ان کی کمائی بھی حرام ہے۔

فال گیری، کہانت اور دیگر علم غیب سے متعلقہ اُمور کی کمائی: قرآن کریم میں فال گیری ((الْاَزْلَامُ)) کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔[56] مستقبل میں پیش آنے والے غیب کے حالات کے متعلق خبر دینا کہانت کہلاتا ہے اور

[50] ***Ṣaḥīḥ Al-Muslim***, Ḥadīth # 1597.

[51] ***Sunan Ibn Mājah***, Ḥadīth #2274

[52] Mausu'ah alijma fi-fiqh al-Islami, Dar ul Tauzee li Nasr w Tauzee, Riyadh 4/21

[53] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī , Ḥadīth #2930

[54] ۹۰Sūrah Al Mā'idah, 90

[55] Musnad Āḥmad Ḥadīth :6564.

[56] ۹۰ Sūrah Al Mā'idah, 90

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 127-145
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar7

ایسا عمل کرنے والوں کو کاہن کہا جاتا ہے۔ یہ عمل بھی حرام ہے جیسا کہ حدیث نبوی ہے کہ ''جو بھی کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی تصدیق کی تو اس نے ان تمام تعلیمات کے ساتھ کفر کر دیا جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی ہیں۔''[57] اور حضرت ابو بکرؓ نے بھی گلے میں انگلی ڈال کر قے کر دی تھی جب انہیں علم ہوا تھا کہ جو کچھ ان کے غلام نے ان کو کھلایا ہے وہ اسے کہانت کے عوض ملا ہے۔[58] لہٰذا کسی بھی طریقے سے غیب کی خبریں بتانے والے، فال گیری کرنے والے، نجومی اور گمشدہ اشیاء کا پتہ بتانے والے وغیرہ سب حرام کے مرتکب ہیں اور ان کی کمائی حرام ہے۔

بھیک کی کمائی: بھیک مانگنے کو پیشہ بنالینا جائز نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے اس کی شدید مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک موقع پر فرمایا: ''آدمی لوگوں سے ہمیشہ بھیک مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت والے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔''[59] لہٰذا سخت مجبوری کے سوا مانگ کر کھانا ہرگز جائز نہیں۔

رشوت خوری: رشوت کی کمائی بھی حرام ہے۔ کیونکہ ایک تو یہ باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھانے میں شامل ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور دوسرے رشوت خور پر اللہ اور رسول نے لعنت بھی کی ہے۔[60] لہٰذا کسی بھی طریقے سے لوگوں سے رشوت لینا حرام ہے خواہ وہ مال کی صورت میں ہو یا کسی اور نفع مند چیز کی صورت میں۔ نیز جس طرح رشوت لینا حرام ہے اسی طرح رشوت دینا بھی حرام ہے۔

علاوہ ازیں علما نے داڑھی منڈانے کی حرمت کی وجہ سے شیو کی کمائی کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح ذی روح کی تصاویر بنانے پر سخت وعید آنے کی وجہ سے فوٹو گرافی کا پیشہ اختیار کرنے کو بھی ناجائز کہا ہے۔

خلاصہ بحث:

---

[57] Sunan Abī Dāwūd, Ḥadīth: 3904.

[58] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī , Ḥadīth #3842

[59] Ṣaḥīḥ al-Bukhārī , Ḥadīth #1484.

[60] Sunan Ibn Mājah, Ḥadīth #3580., ***Sunan*** Abī Dāwūd, Ḥadīth: 3580.

Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 127-145
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar7

تجارت اور خرید وفروخت انسانی زندگی کا لازمہ اور جزولاینفک ہے، لہٰذااس کے اسلامی اصول و قوانین کو جاننا بھی ضروری ہے۔چونکہ معاملات (کاروبار اور لین دین وغیرہ) میں یہ اصول ہے کہ ہر چیز حلال ہے جب تک کہ اس کی حرمت کی کوئی دلیل نہ مل جائے، لہٰذا اگر ایسے ضوابط کو جان لیا جائے کہ جن کی وجہ سے کوئی کاروبار حرام کے زمرے میں آجاتا ہے تو بآسانی شرعی تقاضوں کے مطابق حلال ذرائع آمدن کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔ادلہ شرعیہ اور ائمہ وفقہا کے اقوال کو پیش نظر رکھتے ہوئے کسی بھی تجارت کو حرام قرار دینے کے جو اصول وضوابط سامنے آتے ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ ہر اُس چیز کی تجارت حرام ہے جس سے شرعاً منع کیا گیا ہے، ہر نجس اور حرام کی چیز کی تجارت حرام ہے، ہر ایسی چیز کی تجارت حرام ہے جو گناہ میں مبتلا ہونے کا ذریعہ ہو، تجارت کی جس صورت میں بھی دھوکہ وغرر، فریقین کی عدمِ رضا، بائع یا مشتری کا نقصان، قابلِ فروخت چیز یا اس کی قیمت مجہول ہو حرام ہے، جن اوقات یا مقامات میں تجارت سے شرعاً منع کیا گیا ہے ان میں تجارت حرام ہے جیسے اذان جمعہ کے بعد اور مساجد میں خرید وفروخت وغیرہ، ہر نشہ آور چیز کی تجارت حرام ہے اور ہر ایسی تجارت حرام ہے جس میں کسی بھی طرح سے سود کا دخل ہو۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)